شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲۲

قلوبِ اولیاء اور نورِ خدا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : قلوبِ اولیاء اور نورِ خدا
واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۱۲ جمادی الاُولیٰ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء، بروز اتوار، بعد نماز ظہر
مقام وعظ : مسجد نور، ڈربن، جنوبی افریقہ
ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخ اشاعت : ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۵ء
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

دردِ عشقِ حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے

یک زمانے صحبتے با اولیاء
جس نے پائی ہے وہی کامل ہوئے

قلوبِ اولیاء اور نورِ خدا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت

اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ مدارس سے اور کتب بینی سے کمیاتِ علومِ شرعیہ ملتے ہیں اور اہل اللہ کے سینوں سے کیفیاتِ احسانیہ ملتی ہیں کہ کس دردِ دل سے سجدہ کیا جائے اور کس دردِ دل سے رکوع ہو۔ اصل میں روح سجدہ کرتی ہے، عام لوگ تو سجدہ میں سر رکھتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ سجدہ میرے سر کا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے عاشقین اور عارفین کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ میری روح ساجد ہے کیوں کہ اگر روح نہ ہوتی تو کیا آپ سجدہ کرسکتے تھے؟ اعتقادی طور پر یہ سمجھنا اور بات ہے کہ روح کی برکت سے سجدہ ہورہا ہے مگر اہل اللہ کو اپنی روح حالتِ سجدہ میں نظر آتی ہے، رکوع میں ان کو اپنی روح عظمتِ الٰہیہ کے سامنے جھکی ہوئی نظر آتی ہے، جب وہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتے ہیں تو جانتے ہیں کہ اے عالیشان پالنے والے! آپ کی ادائے تربیت تمام عیوب سے پاک ہے، جس کو جس وقت جیسے پالا وہی اس کے لیے بہتر ہے، کبھی غریب رکھا، کبھی امیر بنایا، اور جوانی میں اکثر مشائخ کو غریب رکھا جاتا ہے تاکہ ان کی جوانی مال و دولت کے نشے میں غلط استعمال نہ ہوجائے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں جوان تھا تو مجھے چنے نہیں ملے، اب بڈھا ہوگیا ہوں تو بورے کے بورے چنے چاروں طرف رکھے ہیں، کیوں کہ چنے بھی جانتے ہیں کہ بڑے میاں کے دانت نہیں ہیں اب ہم کو کیا کھائیں گے۔ اور اگر جوانی میں زیادہ عیش و آرام مل جائے تو اکثر لوگوں کا عشق اور پیٹرول غلط جگہ استعمال ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہلا رہے ہیں کہ ہم نے تم کو جس طرح پالا، جس عمر میں جیسے پالا اور جن وسائل سے پالا اور تربیت کے جو اسباب دیے وہ اس وقت تمہارے

مناسبِ حال تھے، اس لیے کہو کہ آپ عالی شان پالنے والے ہیں اور پاک ہیں، آپ کے پالنے میں کوئی عیب نہیں ہے، آپ نے ہمیں جس طرح پالا ہمارے لیے وہی مفید تھا اور سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ کا عاشقانہ ترجمہ ہے کہ اے میرے عظیم الشان پالنے والے! آپ پاک ہیں۔

مخلوقاتِ کائنات مظاہرِ قدرتِ الٰہیہ ہیں

اب ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ زمین چوبیس ہزار میل قطر کا ایک گولا ہے، اس گولے میں سمندر بھی ہیں اور پہاڑ بھی ہیں اور اسی گولے میں ایشیا، امریکا اور افریقہ بھی ہیں اور ان سب کا کتنا وزن ہے۔ اگر ہم گولا بنا کر ایک رومال چھوڑ دیتے ہیں اور اس کو حکم بھی دیتے ہیں، شانِ جلالی دکھاتے ہیں کہ خبردار جو گرے، لیکن رومال گرتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی دنیا کا یہ گولا کبھی نہیں گرتا۔ فرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے خلا میں ہم کو ایک تخت دے دیا، مصلیٰ دے دیا اور ہمارے سامنے زمین کا چوبیس ہزار میل قطر کا یہ گولا بغیر کسی ستون کے موجود ہے، جس میں سمندر بھی ہے اور سورج اور چاند ستاروں کی روشنی بھی آرہی ہے۔ یہ مراقبہ کرو پھر دیکھو کہ نماز میں کتنا مزہ آتا ہے کہ ہم اتنے بڑے مالک کے سامنے کھڑے ہیں، جس نے یہ عظیم الشان مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں۔

کلمہ کی تکمیل اجتناب عن المعصیت پر موقوف ہے

رخصتِ دردِ عشقِ بُتاں مل گئی
قربتِ صاحبِ آسماں مل گئی

جس دن لیلاؤں سے آپ کے قلب و جان پاک ہوگئے، جس دن آپ عَیۡنًا، قَلۡبًا اور قَالِبًا لیلاؤں سے پاک ہوگئے یعنی لَآ اِلٰہَ کی تکمیل ہوگئی اس دن آپ کو یقیناً اِلَّا اللہُ مل جائے گا۔ ہم اللہ سے ان ہی لیلاؤں کی وجہ سے دور ہیں، جس دن آپ کی آنکھ، آپ کا دل، آپ کا جسم ان لیلاؤں کے عشق سے پاک ہوگیا تو لَآ اِلٰہَ کی تکمیل ہوگئی اور اسی دن سارے عالم میں ہر طرف اِلَّا اللہُ ملے گا، ذرّہ ذرّہ میں، پتے پتے میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات نظر آئیں گی۔

رخصتِ دردِ عشقِ بُتاں مل گئی
قربتِ صاحبِ آسماں مل گئی

فرض کرلو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اشعار سن رہے ہیں اور ہم لوگ اس سنت کی ادائیگی کے لیے موجود ہیں۔ تو آج اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ ہم اللہ کی محبت کے اشعار سن رہے ہیں، ہم غیر اللہ میں مشغول نہیں ہیں بلکہ غیر اللہ سے دل چھڑا کر اپنا دل اللہ سے چپکا رہے ہیں۔

ان کی خاطر اٹھایا جو حسرت کا غم
روح کو عشرتِ دوجہاں مل گئی

یہ حسرت کا غم کیا ہے؟ ہر آدمی کا غم حسرت نئے انداز سے آتا ہے، ڈاکٹر کے پاس مریضہ بن کر آتا ہے، آفیسر کے پاس متعلمہ بن کر آتا ہے، جھاڑ پھونک والوں کے پاس جن اور آسیب زدہ عورتوں کی شکل لے کر آتا ہے اور جنرل اسٹوروں کے پاس خریدارن بن کر آتا ہے، اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور مولیٰ کا قرب پائے ہوئے ہے، وہ اپنی نظر کو حرام لذت کی امپورٹنگ سے بچائے گا کیوں کہ حرام لذت آئی اور مولیٰ کا قرب گیا۔ مولیٰ اور لیلیٰ دونوں جمع نہیں ہوسکتے سوائے اس کہ کسی کی بیوی ہی اس کی لیلیٰ ہو کیوں کہ وہ حلال کی ہے۔

بیویوں سے حسن سلوک کی تدابیر

حلال کی بیوی کو تو حلال کرتے رہو لیکن اگر کسی کو اپنی بڑھیا میں کوئی حسن نظر نہ آئے تو میرا ایک شعر پڑھا کرو اور آثارِ قدیمہ کی حیثیت سے اس کی قدر زیادہ کیا کرو، کیوں کہ بڑھیا اب آثارِ قدیمہ بن چکی ہے، شباب کا زمانہ ختم ہوگیا۔ جب کوئی عمارت آثارِ قدیمہ بن جاتی ہے تو آثار قدیمہ کا ٹیکس، فیس اور ٹکٹ زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اب اپنی بڑھیا کو محبت سے دیکھو، اگر اسے پہلے سو(۱۰۰) رین(جو جنوبی افریقہ کی کرنسی ہے) دیتے تھے تو اب دو سو(۲۰۰) رین دیا کرو کیوں کہ اب اس کے نواسے اور پوتے ہوگئے ہیں، اس کے مصارف بڑھ گئے ہیں۔ اس وقت میرا ایک شعر پڑھ لیا کرو۔

حسن کے ترسے ہوئے عشق کے مارے ہوئے
مست ہو جاتے ہیں آثارِ قدیمہ دیکھ کر

بڑھاپے میں بیوی اپنے شوہر کی اس طرح دیکھ بھال کرتی ہے جیسے ماں بچے کی دیکھ بھال کرتی ہے، لہٰذا انتہائی میں جہاں بچے نہ ہوں جب اپنی بڑھیا کو دیکھو تو اس کو ایسے کہا کرو کہ اے میری بڑھیا! شکر کی پڑیا، واہ رے میری گڑیا۔ اس سے بے چاری بڑھیا خوش ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جائیں گے کہ باوجود اس کے کہ اب ہماری بندی کے اندر وہ شباب نہیں رہا لیکن میرا یہ بندہ میری محبت کی وجہ سے میری بندی کا خیال رکھتا ہے۔

مجھے سخت صدمہ پہنچتا ہے جب میں سنتا ہوں کہ کسی نے اپنی بیوی کو پیٹا یا لڑائی کر کے اس کو رات بھر رُلایا۔ بیویاں نہایت حسّاس ہوتی ہیں، دل کی کمزور ہوتی ہیں، ان کو ذرا سا ڈانٹو تو رات بھر روتی رہتی ہیں اور شوہر صاحب خراٹے لے رہے ہوتے ہیں، ایسے خراٹے والوں کو بیوی نہ ملے تو اچھا ہے۔

آج میں جوان بیبیوں کا حق بیان کر رہا ہوں، کوئی عورت کسی عمر میں ہو ان شاء اللہ میری گزارشات کے دائرے سے خارج نہیں ہو سکتی، میں سارے عالم میں سب کا حق بیان کر رہا ہوں، اس لیے خواتین میرے لیے بہت دعائیں مانگ رہی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بیویوں کی پٹائی مت کرو، ان کو ڈنڈا مت مارو، ان سے کہو کہ انڈا کھاؤ اور مرنڈا پیو اور گھر کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے دو کہ جیسے تم چاہو انتظام کرو ہم کچھ دخل نہیں دیں گے بلکہ دین پھیلائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، یہ کیا کہ ہر وقت گھر میں شور شرابہ کر رہا ہے۔

غمِ حسرت کا انعام مولیٰ کی ذات ہے

میں اپنی ستر سالہ زندگی کا نچوڑ پیش کر رہا ہوں کہ بس ایک کام کرو کہ اپنی تمناؤں کا خون کر لو اور نظر بچانے کا غم اٹھا لو، پھر جب آپ کے خونِ تمنا اور زخم حسرت سے آپ کے دل میں مولیٰ آئے گا تو واللہ کہتا ہوں کہ جو زندگی آپ نے لیلاؤں پر دی آپ کو اس کا اتنا صدمہ ہو گا کہ خون کے آنسوؤں سے بھی اس کی تلافی نہ کر سکو گے اور سوچو گے کہ ہم اپنے

مولیٰ سے کہاں غائب تھے۔ جو مولیٰ سارے عالم کی لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے، اس کے نام کی کیا لذت ہوگی؟ بے مثل لذت ہوگی۔ اس ذات کا کوئی ہمسر نہیں وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ[1] میں کُفُوًا نکرہ تحت النفی ہے، کیا وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ میں کُفُوًا نکرہ نہیں ہے؟ لٰہذا جب مولیٰ دل میں آئے گا تو لیلاؤں پر جو زندگی ضایع کی ہے اس پر ندامت ہوگی اور کہو گے کہ اے خدا! خون کے آنسو بھی اگر برسائیں تو بھی اس غفلت کی تلافی نہیں ہوسکتی، مگر آپ کریم ہیں، ہمیں معاف کردیجیے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لیلاؤں کا مزہ اور ہے، میں کہتا ہوں کہ جو مولیٰ دونوں جہاں میں لذت پیدا کرسکتا ہے، وہ حاصل دو جہاں ہے، اس کے نام میں دو جہاں کا مزہ ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے سبق سیکھ لو، فرماتے ہیں کہ جو اللہ گنّے میں رس پیدا کرتا ہے جس کے رس سے شکر بنتی ہے اور سارے عالم کی مٹھائیوں کی دکانیں اسی شکر سے چمک رہی ہیں تو اگر اللہ گنوں میں رس نہ دے تو گنّے مچھر دانی کے ڈنڈے کے بھاؤ بک جائیں گے، جب شکر نہیں ہوگی، تو مِٹھائیوں کی دکانیں سیل (seal) ہوجائیں گی۔ جو اللہ سارے عالم کو مٹھائی دے رہا ہے وہ خود کتنا میٹھا ہوگا۔

میں واللہ کہتا ہوں کہ آج تو سن کر میری بات مان لو مگر جب اللہ کو دل میں پاؤ گے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ میری تقریر پر خود بخود ایمانِ حالی حاصل ہوجائے گا، ابھی تو ایمانِ اعتقادی کے درجہ میں میری بات مان لو بلکہ یہ تمام اولیاء اللہ کی باتیں ہیں کہ جن کو للہ ملا وہ دونوں جہاں سے بے نیاز ہوگئے۔ میں جو نثر میں کہتا ہوں اب اس کی شرح شعر سے کرتا ہوں؎

لذتِ دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
مجھ کو تمہارے نام سے لذتِ دو جہاں ملی

اللہ کے راستے کا غم رشکِ ملائکہ ہے

اللہ کے راستے کا غم اٹھانے کی جو دولت ہے یہ دولت اور نعمت فرشتوں کو بھی

[1] الاخلاص:۴

حاصل نہیں، کیوں کہ فرشتوں کے اندر تمنائے معصیت نہیں ہے، تمنائے حسن بینی نہیں ہے، تمنائے حصولِ لیلیٰ نہیں ہے، اگر دنیا بھر کی لیلائیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں میں سمٹ کر بیٹھ جائیں، کیوں کہ اُن کا پَر بہت بڑا ہے، ان کی آغوشِ محبت بہت بڑی ہے، اگر ساری دنیا کی لیلائیں آجائیں تو بھی ان کی گود خالی رہے گی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پانچ سو بازو ہیں، ایک بازو سے حضرت لوط علیہ السلام کی بستی کے چھ شہروں کو عذاب دینے کے لیے اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور ہر شہر میں ایک ایک لاکھ کی آبادی تھی۔ اب سوچیے کہ ان کے ایک پر میں کتنے آدمی آئے، ایک پر میں چھ شہر اور ان شہروں کے رہنے والے چھ لاکھ انسان آگئے تو ان کے پانچ سو بازوؤں کا کیا حال ہو گا، اگر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ایک پر میں حسن میں اوّل نمبر آئی ہوئی ساری لیلائیں بیٹھ جائیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ او مٹی کے ڈھیلو! کہاں میرے اندر آکر گھس گئے۔ تو فرشتوں کو اِن چیزوں کا احساس نہیں دیا گیا کہ حسن کیا چیز ہے، عشق کیا چیز ہے، یہ غم اللہ تعالیٰ نے حضرتِ انسان ہی کو بخشا ہے، اس لیے شکر ادا کرو کہ اللہ نے ہماری قسمت میں وہ غم رکھا ہے جو آسمان و زمین کے حصے میں نہیں آیا، وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ[۲] یہ غم اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے حصے میں رکھا ہے۔ اس لیے حق تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے اس غم کو ضایع مت کرو، یہ بہت قیمتی غم ہے، جو رشکِ جبرئیل اور رشکِ ملائکہ ہے، رشکِ آسمان و رشکِ زمین ہے۔

مستی کے لیے بوئے تند ہے کافی
مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

یعنی جو آدمی مے خانے کی شراب نہیں پی سکا، تیز والی مے کو صرف سونگھ ہی لیا تو اس سے بھی کچھ نہ کچھ مستی آجاتی ہے، مطلب یہ کہ خانقاہوں میں جاؤ، اگر ساقی کے ہاتھ سے اور شیخ کے ہاتھ سے تم نے کچھ پیا بھی نہیں یعنی ذِکر نہ بھی کیا کیوں کہ ذِکر کرنا ہی اس مے خانہ کا جامِ معرفت ہے، اگر کسی کو اس کی ہمت نہیں ہے، سستی ہے، ساری زندگی آرام کرتا رہا ہے، ابھی اس کے منہ سے اللہ اللہ نہیں نکل رہا ہے، تو بھی وہ اللہ والوں کے پاس جائے، ان شاء اللہ کچھ ہی دنوں

۲؎ الاحزاب:۷۲

میں وہ خود ہی اللہ اللہ کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت کی تیزی کی خوشبو سے محروم نہیں رہے گا۔

ظاہر و باطن کو تابع آدابِ بندگی کرنا مقصود ہے

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ مولانا! داڑھی دل میں ہونی چاہیے، گالوں پر کیا ضرورت ہے؟ اس کے کئی جوابات ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ عورتوں کی داڑھی گال پر ہونی چاہیے اور ان کا دل گال کی طرح چکنا ہونا چاہیے تو آپ اس کو برداشت کریں گے؟ کیوں کہ عورت کا گال جو بے بال ہے اس کا یہی خد و خال باعثِ جمال ہے۔ اگر کوئی کہے کہ عورتوں کے داڑھی لگا دو، چاہے مصنوعی ہو بس ان کے دل میں جمال رہے تو آپ اس کو برداشت کریں گے؟ اسی طرح جب آپ سیب خریدتے ہیں تو اس کے اندرونی جمال کو نہیں دیکھتے، اگر سیب کا چھلکا سڑا ہوا ہے تو اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سیب ہم کو پسند نہیں ہے کیوں کہ اس کا ظاہر صاف نہیں ہے۔ اور جب شادی کرتے ہیں تو اگر وہ کالی ہو یا چپٹی ناک کی ہو، موٹے موٹے ہونٹ ہوں اور بڑے بڑے دانت نکلے ہوں اور ساری دنیا کے ماہرین حسن بھی یہ کہیں کہ اس کے ظاہر پر مت جاؤ اس کے دل میں بہت حسن ہے، تو آپ کہیں گے ہم کو ظاہر بھی حسین چاہیے اور باطن بھی حسین چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے ظاہر کو بھی حسین دیکھنا چاہتے ہیں اور باطن کو بھی حسین دیکھنا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق بھی ہے، وہ اپنے غلاموں کو اور اپنے بندوں کی صورت کو داڑھی والا دیکھنا چاہتے ہیں اور ان کے باطن میں بھی اپنی بندگی کے آداب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ جو رکھتا ہے داڑھی، اللہ سے اس کی دوستی ہوتی ہے گاڑھی۔

ابھی حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مثال عطا فرمائی ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی دل میں ہونی چاہیے، باہر ہونا ضروری نہیں ہے، اگر ایئرپورٹ پر آپ کا جہاز اُتر رہا ہے اور پائلٹ کہتا ہے کہ ہوائی جہاز کا پہیہ جو جہاز کے اندر ہے وہ باہر نہیں آرہا، تو سب لوگ رونے لگیں گے یا نہیں؟ یا یہ کہیں گے کہ جیسے داڑھی ہمارے دل میں ہے تو کوئی حرج نہیں پہیہ بھی اندر رہنے دیں، وہاں تو چیخنے لگو گے، رونے لگو گے کہ اللہ! رحم فرمائیے، پہیہ باہر آنا چاہیے۔

لہٰذا سمجھ لو کہ اگر ہماری حیات کا پہیہ باہر نہیں نکلے گا تو جہاز کریش ہو جائے گا، ہڈیاں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ جس کے چہرے پر داڑھی نہیں آئے گی اس کا ایمان، اس کا اسلام کریش ہو جائے گا، اس کی نماز کی اقامت بھی مکروہ ہے، اس کو اذان دینا بھی مکروہ ہے۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک مٹھی داڑھی کی کیا ضرورت ہے، اتنی داڑھی رکھنا کافی ہے جو چالیس قدم کے فاصلے سے نظر آجائے، کوئی کہتا ہے کہ تھوڑی سی رکھنا کافی ہے۔ آپ بتائیے! اگر جہاز کا پہیہ تھوڑا سا نکلا ہے مثلاً آدھا نکلا یا بارہ آنے نکلا اور چار آنے پہیہ ہوائی جہاز کا نکل نہیں رہا ہے تو کیا جہاز زمین پر سلامتی سے اُتر سکے گا؟

داڑھی کتنی رکھنا واجب ہے؟

اس لیے دوستو! ہمت سے کام لو۔ فقہائے اربعہ امام احمد ابن حنبل، امام شافعی، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ، چاروں اماموں کے نزدیک تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے،[۳] یعنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور سامنے سے، تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھو۔ داڑھی داڑھ سے ہے، داڑھ کی ہڈی یعنی جبڑے کی ہڈی سے نیچے داڑھی کے بال منڈوانا یعنی خط بنوانا جائز نہیں اور مونچھوں کو باریک کرنا افضل ہے۔ اگر آپ اعلیٰ نمبروں سے پاس ہونا چاہتے ہیں تو مونچھوں کو بالکل باریک کروالیں اگرچہ تھوڑی رکھ بھی سکتے ہیں مگر اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے یعنی مونچھوں کے بال اس کنارے سے آگے نہ بڑھیں اور ٹخنے کو پائجامہ سے کبھی نہ چھپاؤ۔ اس سے متعلق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا عاشقانہ ارشاد فرمایا جس کو علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا لَا تُسْبِلْ ٹخنہ مت چھپایا کرو فَاِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ[۴] اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت نہ ملی تو کیا ملا؟

---

[۳] ردالمحتار: ۳۹۸/۳، باب مایفسد الصوم ومالا یفسد/ مطلب فی الاخذ من اللحیۃ، ریاض

[۴] سنن ابن ماجہ: ۳۹۰، باب موضع الازار این ھو، المکتبۃ الرحمانیۃ۔
فتح الباری: ۲۶۴/۱۰، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

بد نظری شیطان کا زہر میں بجھا ہوا تیر ہے

لوگ اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتے حالاں کہ بد نظری شیطان کا زہر آلود تیر ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، اَلْحَدِیْثُ الْقُدْسِیُّ ھُوَ الْکَلَامُ الَّذِیْ یُبَیِّنُہُ النَّبِیُّ بِلَفْظِہٖ وَیُنْسِبُہٗ اِلٰی رَبِّہٖ[۵] حدیثِ قدسی وہ کلام ہے جو زبانِ نبوت سے ادا ہو اور نبی اللہ کی طرف اس کی نسبت کر دے کہ یہ اللہ نے فرمایا ہے۔ تو حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلنَّظْرُ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَکَھَا
مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ[۶]

نظر بازی یعنی حسینوں کو دیکھنا شیطان کا تیر ہے اور کیسا تیر ہے؟ زہریلا تیر ہے۔ جس نے میرے خوف سے نظر بازی چھوڑی، مَخَافَتِیْ یعنی میرے خوف سے چھوڑی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے علم عظیم رکھ دیا، اللہ تعالیٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوا رہے ہیں کہ اگر ربّا کے خوف سے نظر بچائی تو حلاوتِ ایمانی پاؤ گے، لیکن اگر شیخ ساتھ ہے اور اس کے خوف سے نظر بچائی تو حلاوتِ ایمانی نہیں پاؤ گے۔ یہاں مَخَافَتِیْ ہے یعنی میرے خوف سے نظر بچاؤ، چاہے شیخ موجود ہو یا نہ ہو۔ جو ہمیشہ نظر بچاتا ہے شیخ کی موجودگی میں بھی نظر بچاتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں بھی نظر بچاتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی پا جائے گا کیوں کہ یہاں شیخ سبب نہیں ہے، اللہ سبب ہے، جیسے ابّا ہو یا نہ ہو ربّا تو ہے، ابّا نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ربّا تو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو میرے خوف سے نظر بچاتا ہے میں اس کا ایمان اس مقام پر پہنچاتا ہوں کہ وہ ایمان کی مٹھاس کو دل میں پا جائے گا اور وہ ایمان دائمی رہے گا بلکہ وہ ایمان حسن خاتمہ بھی دِلائے گا جبکہ ان حسینوں کو دیکھنے سے آپ کے ڈپریشن اور ٹینشن میں اضافہ ہو گا اور نفس اٹینشن ہو گا۔

بد نظری ابلیس کا زہریلا تیر ہے، اور ابلیس اللہ تعالیٰ کی صفتِ مُضل کا مظہر اتم ہے تو

---

[۵] مرقاۃ المفاتیح: ۲۳۰/۱، کتاب الایمان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[۶] کنز العمال: ۳۲۸/۵، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا و الخلوۃ بالاجنبیۃ، مطبوعۃ: مؤسسۃ الرسالۃ، المستدرک للحاکم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)

اس کا تیر کتنا خطرناک ہوگا۔ آنکھوں کے اس گناہ کی وجہ سے بعض لوگوں کا خاتمہ ہی کفر پر ہوگیا کیوں کہ بعض اوقات زندگی میں کسی شخص نے کوئی ایسی شکل دیکھی کہ وہ شکل اس کے دل میں اُتر گئی، اس نے بہت لاحول پڑھا، لَآ اِلٰہَ کی بڑی ضربیں لگائیں مگر وہ صورت اس کے قلب میں راسخ ہوگئی، شیطان کا تیر مع اپنے زہر کی آلودگی کے ساتھ اس کے قلب میں پیوست ہوگیا، جب لوگوں نے اس سے کہا کہ اب آپ کا خاتمہ ہورہا ہے، آپ کلمہ پڑھ لیجیے، تو اس نے عربی زبان میں یہ شعر پڑھا؎

رِضَاكَ اَشْهٰى اِلٰى فُؤَادِيْ
مِنْ رَّحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

اے معشوق! تیرا خوش ہوجانا مجھے اللہ کی رحمت سے زیادہ محبوب ہے۔[ے] بس اسی حالتِ کفر میں مرکر جہنم میں چلا گیا۔ لہٰذا بدنظری کو معمولی مت سمجھو۔ میرے شیخ اوّل شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک عالم کی نظر ایک عورت کی پنڈلی پر پڑ گئی، اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھا صرف پنڈلی پر نظر پڑ گئی، اس عالم نے کہا کہ پچاس سال ہوگئے اب تک اس کی پنڈلی دل میں ہے۔

حسنِ فانی کی بے ثباتی کا تذکرۂ عبرتناک

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، تو ارحم الراحمین رب اور رحمۃ للعالمین نبی کی بات کیوں نہیں مانتے ہو؟ اپنے نفس دشمن کی بات تو مانو اور اپنے دوستوں اور پیاروں کی بات نہ مانو، یہ کیسی محبت ہے؟

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں از کہ بُریدی وبا کہ پیوستی

نفس دشمن کے کہنے سے اپنے دوست یعنی اللہ کا پیمانۂ عہد توڑ دیا، ذرا دیکھو تو کہ تم نے کس سے توڑا اور کس سے جوڑا؟ اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ توڑا اور ان مرنے والی لاشوں سے رشتہ جوڑا جن کی

ے الجواب الکافی لابن القیم الجوزی

جوانی کا ڈسٹمپر ختم ہونے کے بعد جب بڑھاپا آئے گا تب تم خود ان سے جان چھڑا کر بھاگو گے، كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ، فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ [۸] اور فرار کا انداز یہ ہوگا جیسے گدھے شیر سے بھاگتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ کیسی شکل ہے، توبہ توبہ اس کا تو دیکھنا بھی مشکل ہے، میں حسن کے اس قبرستان کو نہیں دیکھ سکتا، مجھے اس کا ماضی یاد آرہا ہے۔

کیسا دیکھا تھا ہو گئے کیسے
کیا بھروسہ ہے اس جوانی کا

اور؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

یہ دونوں اشعار میرے ہی ہیں۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ مولیٰ کے عاشقین ہمیشہ تر و تازہ رہتے ہیں کیوں کہ وہ مرنے والوں پر، مرجھانے والے پھولوں پر نہیں مرتے بلکہ ہمیشہ زندہ رہنے والے گل تر پر مرتے ہیں۔

ہم نے لیا ہے دردِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا

گل تر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جو حیّ و قیوم ہے، اس غیر فانی ذات پر جو فدا ہوگا اس کا ایمان ہمیشہ تر و تازہ رہے گا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

زیں سبب ہنگامہا شد کل ھدر
باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

دنیا کی خوشیوں کے سارے ہنگامے ایک دن ختم ہو جاتے ہیں مگر اللہ کی محبت کا ہنگامہ اور گرما گرمی ہمیشہ رہتی ہے۔ پہلی رات جب شادی ہوتی ہے جس کو اہل لغت اور اہل ادب شائستہ اور شگفتہ اردو میں شبِ زفاف کہتے ہیں، اس کے لیے بڑے بڑے صوفی فجر کی جماعت کی

۸؎ المدثر:۵۱-۵۰

نمازیں قضا کر دیتے ہیں، لیکن جس کے دل پر مولیٰ کی محبت غالب رہتی ہے وہ شبِ زفاف میں بھی فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے۔ اس شبِ زفاف کی لذت پر اختر کا ایک شعر سن لیجیے جو نہایت عبرت ناک ہے۔

شبِ زفاف کی لذت کا شور سنتے تھے
گزر کے تھی وہ شبِ منتظر بھی افسانہ

آدمی جس شب کا جوانی میں انتظار کرتا ہے آخر میں جب بڑھاپا آگیا تو سب ختم ہو گیا، جغرافیہ بدل گیا تو تاریخ بھی بدل گئی، تاریخ ہمیشہ تابع جغرافیہ ہوتی ہے، لہٰذا جغرافیہ بگڑنے والوں سے دل مت لگاؤ ورنہ تمہاری تاریخ بھی بگڑ جائے گی۔

اللہ کے عشق کی مے تیز و لبریز کس کو عطا ہوتی ہے؟

مولیٰ کے عاشقوں کی تاریخ کبھی نہیں بگڑتی بلکہ وہ جتنے بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اللہ کی محبت کا نشہ تیز ہوتا جاتا ہے، کیوں کہ جس طرح وہ بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اسی طرح ان کی شرابِ محبت بھی پرانی ہونے کی وجہ سے تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ کیوں کہ وہ جس مولیٰ پر مرتے ہیں ان کے محبوب مولیٰ کی ہر وقت نئی شان ہے، اسی لیے اللہ کے عاشقوں کی بھی ہر وقت نئی شان رہتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڈھے پیر کی زیادہ قدر کرو کیوں کہ ان کے قلب میں اللہ کی محبت کی شرابِ کہن ہوتی ہے، ان کے دل میں پرانی شراب ہوتی ہے اور پرانی شراب کا نشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے شیخ بوڑھا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اب وہ تیز والی پلائے گا اور جام لبریز دے گا، شہر تبریز سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو جو ملا تھا وہ شہر تبریز کا میکدہ تم پر انڈیل دے گا۔ یہ نہ سمجھو کہ اب شمس الدین تبریزی نہیں ہیں، ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ شمس الدین تبریزی پیدا کرتے ہیں اور ہر زمانے میں جلال الدین رومی بھی پیدا کرتے ہیں۔

بندے کو اللہ سے کسی لمحہ دوری نہیں ہے

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر مجنوں کو اس کے زمانے کے شمس الدین تبریزی مل گئے

ہوتے تو وہ مجنوں کے عشق لیلیٰ کو عشق مولیٰ سے بدل دیتے۔ اللہ والے جس مرید کے قلب کو ہینڈل کرتے ہیں اس کو مولیٰ سے رابطہ بھی دیتے ہیں اور حسینوں کے سینڈل سے حفاظت بھی دیتے ہیں، لہٰذا اپنے دل کی موٹر کو اللہ والوں کے حوالے کرو، ان کی محبت کے پیٹرول سے آپ کی روح کا جہاز عرشِ اعظم پر اُڑ جائے گا۔ اور ان حسینوں نمکینوں کے عشق سے آپ ہر وقت بے چین رہیں گے کیوں کہ محبت کا مزاج امتزاجی ہے، محبت ہر وقت محبوب سے وابستہ رہنا چاہتی ہے لیکن دنیا کے معشوق ہر وقت ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مان لو اگر بیوی بہت حسین ہے تو اپنے ماں باپ کے یہاں جائے گی یا نہیں؟ اچھا چلیے مان لیجیے کہ اس کے ماں باپ مر گئے ہیں، کوئی اور رشتہ دار بھی نہیں ہے اور وہ رات دن آپ کے ساتھ ہے مگر وہ خوب رُو جاجرو تو جائے گی۔ اب آپ سوچتے ہوں گے کہ جاجرو کون سی لغت ہے؟ گجراتی میں لیٹرین کو جاجرو کہتے ہیں۔ یہ نئی لغت سنی آپ نے! لغت آپ گجراتیوں کی ہے مگر تفصیل میں کر رہا ہوں، جاجرو یعنی لیٹرین گجراتیوں کی لغت ہے، تو آپ کی وہ خوب رو جاجرو جائے گی تو کیا آپ لیٹرین میں بھی گھس جائیں گے، عاشق دوداخل جاجرو ہو جائیں گے؟ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی ہمارے پاس ہر وقت نہیں ہے، **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ**[9] یہ جملۂ اسمیہ ہے جو دلالت کرتا ہے دوام اور ثبوت پر، یہ جملۂ فعلیہ نہیں ہے، اللہ نے جملہ اسمیہ نازل فرمایا ہے **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ** جہاں بھی تم رہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تو ایسے محبوب سے دل لگاؤ جس کی وجہ سے تم کو کبھی غمِ فراق نہ ملے، ہر وقت چین سے رہو۔

عشقِ مجازی کی بے چینی و بے سکونی

اور اللہ کا نور قلب میں ایسے آتا ہے کہ **يَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ**[10] سارے عالم میں جہاں جاؤ گے اللہ ساتھ ہو گا، زمین کے نیچے قبر میں جاؤ گے وہاں بھی اللہ ساتھ ہو گا، عالم برزخ میں بھی ساتھ ہو گا، صراطِ مستقیم پر بھی ساتھ ہو گا، میدانِ محشر میں بھی ساتھ ہو گا اور جنت میں بھی ساتھ ہو گا، ایسے باوفا مولیٰ کو چھوڑ کر بے وفا لیلاؤں کے چکر میں کیوں پڑ رہے ہو؟ لیلیٰ

[9] الحدید:۴
[10] الانعام:۱۲۲

آج ہے کل مر جائے گی تب کہاں جاؤ گے ؟ جب میں اعظم گڑھ پھولپور میں تھا تو میرے دوا خانے کے سامنے سے ایک ہندو گزرتا تھا، وہ لکڑی کی کھڑاؤں بجا کر اپنی غزل کی ایک دُھن بناتا تھا اور یہ مصرع پڑھتا تھا۔

ہم جانتے تو تجھ کو کبھی پیار نہ کرتے

میں نے کچھ ہندوؤں کو اس کے پیچھے لگایا کہ پوچھو اس کو کیا مصیبت آئی ہے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ تو مجھے اس کے دوستوں نے بتایا کہ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی اور یہ اس پر عاشق تھا، وہ اچانک کسی بیماری میں مر گئی، اس حادثے نے اس کا دماغ خراب کر دیا، اب وہ پچھتا رہا ہے کہ اگر ہم جانتے کہ تو مر جائے گی تو تجھ سے کبھی محبت ہی نہ کرتے، تجھ سے کبھی پیار ہی نہ کرتے۔ دیکھا آپ نے دنیا کے پیاروں اور پیاریوں کو! بس صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگاؤ اور اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی بیوی سے محبت کرو، بچوں سے محبت کرو، رزقِ حلال اور کاروبار سے محبت کرو، جس سے اللہ راضی ہو اس کام کو کرو اور جس سے اللہ ناخوش ہو ایسی کروڑہا خوشیوں پر لعنت بھیجو۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

خزانۂ محبتِ الٰہیہ کا مخزن

اللہ کے جن وفادار بندوں نے اپنی بری خواہشات کا خون کر دیا اور حرام دنیاوی بہاروں سے دل کو ویران کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو آباد کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ کیا ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ خزانہ ہمیشہ جنگلوں میں دفن ہوتا ہے، شہر کے اندر دفن نہیں ہوتا، کل کو کوئی زمین خرید لے اور کھدائی کرے اور خزانہ نکل آئے تو جس نے خزانہ زمین میں دبایا تھا اس کا خزانہ تو غائب ہو گیا لہٰذا ویرانے میں خزانہ دفن ہوتا ہے جہاں کوئی انسان مکان نہ بنائے، کھدائی نہ کرے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا خزانہ، اپنی نسبت کا خزانہ، اپنی دوستی کا خزانہ ان ہی دلوں کو دیتے ہیں جو اپنی بری خواہشات کو مار کر اپنے دل کو ویران کرتے ہیں، فرماتے ہیں۔

گنج در ویرانی است اے میر من

اے میرے دوستو! جس طرح تم اپنا خزانہ جنگلوں اور ویرانوں میں چھپا کر دفن کرتے ہو اسی طرح اللہ کی محبت کا خزانہ بھی ویرانی میں ملتا ہے لہٰذا دل کو ویران کرو۔ اور دل کیسے ویران ہوتا ہے؟ بری خواہشوں سے۔ گناہوں کی گندگی سے دل کو ویران کرلو اور اچھے اعمال سے دل کو آباد کرلو، پھر اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو آباد کرے گا۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر فرماتے تھے، کیا پیارا شعر ہے اور کتنا مزیدار ہے؎

بربادِ محبت کو نہ برباد کریں گے
میرے دلِ ناشاد کو وہ شاد کریں گے

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی بری خواہشوں کو برباد کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو مزید برباد نہیں کرتے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک بندہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے تمام حرام خوشیوں کو برباد کررہا ہے اور وہ ارحم الراحمین اللہ اس کو اور برباد کریں گے، گرتے ہوئے کو ایک دھکا اور دیں گے، یہ حق تعالیٰ کی رحمت سے مستبعد، محال اور ناممکن ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی خوشیوں کو زخم حسرت سے تبدیل کررہا ہے حالاں کہ اس کے نفس کی ڈیمانڈ ہوتی ہے کہ یہاں دیکھو وہاں دیکھو، اِس کو دیکھو اُس کو دیکھو۔ تو جن اللہ والوں نے اپنے دل کی بری خواہشوں کو برباد کردیا خدائے تعالیٰ نے ان کو اتنی خوشیاں دیں کہ لاکھوں غم زدہ ان کے پاس بیٹھ کر خوشی حاصل کرتے ہیں، ان کا دل خزانۂ مسرت سے اس قدر پُر ہوتا ہے کہ تقسیم کرتے ہیں پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ والے دل جو خدا پر فدا رہتے ہیں ان کو حق تعالیٰ عرشِ اعظم سے ہر وقت نئی حیات عطا کرتے ہیں جس سے مردہ دلوں کو حیات ملتی ہے، ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ ہر وقت مسرت کی بارش کرتے ہیں جس سے غم زدہ اور حسرت زدہ لوگوں کو سرور اور مسرت ملتی ہے۔

اللہ پر فدا ہونے کا سب سے آسان طریقہ

دوستو! جو بات کہتا ہوں دردِ دل سے کہتا ہوں، کچھ دن آزمالو، ویسے مولیٰ کے لیے آزمانے کا لفظ بھی ہم خلافِ ادب سمجھتے ہیں، مگر پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر تمہیں ذِکر کی توفیق نہیں ہے اور تم ابھی اللہ والے بننے میں اپنے نفس کی ڈیمانڈ کی وجہ سے مثل سانڈ ہورہے ہو، جس نفس

دشمن کی ڈیمانڈ سے تم مثل سانڈ ہر کھیت میں منہ ڈال رہے ہو تو کچھ دن کے لیے تم اللہ تعالیٰ پر فدا ہو کر دیکھو اور اگر اللہ پر فدا ہونے کی ابھی ہمت نہیں ہے تو اللہ والوں کے پاس بیٹھو، جس اللہ والے سے آپ کو مناسبت ہو، جہاں چائے بھی کینیا کی ملتی ہو اور کباب بھی ملتے ہوں۔

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت
ایسی جیسے شباب کی لذت

یہ اخترؔ کا شعر ہے۔ اگر مرید رومانٹک مزاج ہے تو اُس پیر کو تلاش کرے جس کا مزاج بھی رومانٹک ہو یعنی جو حسن و عشق کی تباہ کاریوں کو خوب سمجھتا ہو اور حسن و عشق مجازی کے چکروں میں پھنسے ہوئے لوگوں کا علاج بھی کرنا جانتا ہو، کچھ دن اس کی صحبت میں رہو تو ان شاء اللہ آپ کا یقین بڑھ جائے گا کہ واقعی اطمینان و چین اللہ والوں کے پاس ہے۔

سکون حاصل کرنے کا فوری حل

اگر کسی غریب و مسکین کے پاس فریج نہیں ہے، ڈیپ فریزر نہیں ہے تو کسی مال دار دوست سے کہہ دے کہ میری گرم پانی کی بوتل اپنے فریج میں رکھ لو، پھر جب اس نے ٹھنڈا پانی پیا تب اس نے کہا کہ واقعی فریج بہت اچھی چیز ہے۔ تو اللہ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر دیکھو، آپ کے دل کی ٹینشن، فکر، گرمی، پریشانی اور ڈِپریشن جب سکون اور چین سے بدل جائیں گے تب پتا چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کتنے پیارے ہیں۔ جب اللہ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر دل کے چین کا یہ عالم ہے تو جب ہم خود اللہ والے ہو جائیں گے تو ہمارے دل کے چین کا کیا عالم ہو گا۔ جب ان کے نام کی برکتوں سے اطمینان والی زندگی گزارنے والوں کے ساتھ رہنے میں یہ مزہ اور چین اور سکون ہے تو پھر خود اللہ والا بننے میں کیا لطف آئے گا۔ یہ ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۱] کا راز کہ اگر تم کو اللہ والا بننا ہے، تقویٰ حاصل کرنا ہے تو جلدی سے کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ جاؤ، اہل تقویٰ کے پاس بیٹھ جاؤ تاکہ تمہارا قلب فیصلہ کرے کہ تقویٰ کی حیات کیسی پیاری ہے، کتنی چین والی ہے، ان اللہ والوں کے پاس کس قدر سکون ہے۔

[۱] التوبۃ:۱۱۹

علم کی اقسام

علم کی تین قسمیں ہیں: نمبر ۱) علم الیقین، نمبر ۲) عین الیقین، نمبر ۳) حق الیقین۔ میں یہاں وہی مثال دوں گا جو گجراتیوں کو بہت پسند ہے جیسے کوئی کہہ دے کہ پاپڑ اور سموسہ کھانے میں بڑا مزہ آتا ہے، تو گجراتیوں کے کان میں جب پاپڑ اور سموسہ کی آواز آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ؎

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

یہ میرے محبوب کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ چوں کہ آدمی آواز کان سے سنتا ہے چناں چہ جب پاپڑ اور سموسہ کی آواز آئی تو کان نے مزہ لیا، قوتِ سامعہ نے مزہ لیا، پھر آنکھوں نے دیکھ کر مزہ حاصل کیا، قوتِ سامعہ نے پہلے مزہ لیا، قوتِ باصرہ نے بعد میں مزہ لیا جب آپ نے کسی گجراتی سے یہ سنا کہ پاپڑ اور سموسہ بہت مزیدار ہوتا ہے اور کہنے والا گجراتی اللہ والا ہے، عالم ہے، بزرگ ہے تو آپ کو علم الیقین حاصل ہو جائے گا۔ ایک دن آپ نے کسی گجراتی کے دستر خوان پر شرفِ ضیافت حاصل کیا، سن لو آج لکھنؤ کی اردو بول رہا ہوں، شرفِ ضیافت یعنی کسی گجراتی نے آپ کو اپنا مہمان بنانے کا شرف حاصل کیا تو آپ نے دیکھا کہ پاپڑ اور سموسے کھانے والے سب جھوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ واہ سبحان اللہ! کیا مزہ ہے، تو آپ کو علم الیقین سے عین الیقین حاصل ہو گیا۔ پھر جب پاپڑ اور سموسہ آپ نے اپنے منہ میں اِن (In) کیا، دیکھو انگریزی بھی بول رہا ہوں، تو آپ کے دل نے فیصلہ کیا کہ واقعی مزیدار چیز ہے، یہ حق الیقین ہے۔

سکونِ کامل صرف اللہ ہی کی یاد میں ہے

جب آپ قرآنِ پاک میں پڑھیں گے **اَلَا بِذِکۡرِ اللہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ**[۱۲] دنیا والو! اللہ ہی کی یاد سے دل میں چین پاؤ گے، لیلاؤں سے کچھ نہیں پاؤ گے، کتنے مجنوں اسی چکر میں پاگل ہو گئے، نیند اڑ گئی، ویلیم فائف کھانی پڑ گئی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ نہ دیکھو کسی کی وائف ورنہ کھانی پڑے گی ویلیم فائف (Valium 5) اور خراب ہو جائے گی تمہاری لائف،

۱۲؎ الرعد:۲۸

اور چبھے گا تمہارے جگر میں اس کا نائف۔ تو جب آپ نے قرآنِ پاک کی یہ آیت تلاوت کی اور ترجمہ دیکھا یا کسی عالم سے سنا تو علم الیقین حاصل ہو گیا کہ دلوں کا چین صرف اللہ ہی کی یاد میں ہے۔ اور جب ایک دن اللہ والوں کے پاس گئے جو اللہ اللہ کر رہے تھے، تو ان پر ذکر اللہ کے اطمینان کے جو اثرات اور ثمرات تھے وہ آنکھوں سے نظر آگئے کہ یہ اللہ والا چٹائی پر سلطنت کر رہا ہے، بوریوں پر سلطنت کر رہا ہے اور اللہ کے نام سے مست ہو رہا ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

یہ کون سا علم حاصل ہوا؟ عین الیقین۔ آنکھ سے دیکھا کہ اللہ والے کس قدر مست اور مطمئن ہیں۔ پھر ان کی صحبت کی برکت سے ایک دن آپ کو بھی اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو گئی اور جب منہ سے اللہ نکلا تو دل میں مولیٰ آگیا، کیوں کہ اللہ پاک کا اسم مبارک اپنے مُسمّیٰ سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا، جہاں نام لو گے وہیں مُسمّیٰ بھی ہے، سارا عالم اللہ کا مُسمّیٰ ہے، وَھُوَ مَعَکُمْ [۱۳] اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے، تو یہ کون سا علم حاصل ہوا؟ حق الیقین۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھو کہ تقویٰ کے ثمرات اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کا علم یقین دے کر اپنے بندوں کو، اپنے غلاموں کو اس آیت کے ذریعے یہ موقع فراہم فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ جاؤ اللہ والوں کے پاس، وہاں تمہارا علم الیقین، عین الیقین سے تبدیل ہو جائے گا اور تم چین و اطمینان پاؤ گے، ان کے پاس بے چین دل لے کر جاؤ گے اور چین سے واپس آؤ گے، جب چاہو تجربہ کر کے دیکھ لو۔

میری خانقاہ میں ڈپریشن کا ایک مریض امریکا سے آتا ہے، جیسے ہی خانقاہ میں قدم رکھتا ہے کہتا ہے کہ یہاں تو میں نے کوئی کیپسول نہیں کھایا اور میرا ڈپریشن بغیر کیپسول اور دوا کے خود بخود غائب ہو گیا۔ تو یہ اختر کی کرامت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت ہے، جس کا وہاں نام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اطمینانِ قلب کے لیے پہلے علم الیقین عطا فرمایا کہ اللہ کا نام لینے سے دل کو اطمینان و سکون ملے گا، پھر عین الیقین کا

۱۳؎ الحدید:۴

حکم بھی دے دیا کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ہو جاؤ اور اپنے علم الیقین کے مقام کو عین الیقین تک پہنچا دو یعنی اللہ والوں کے پاس جاؤ اور ان کو دیکھو کہ ہمارا نام لینے کی برکت سے کیسے چین سے ہیں بلکہ تم بھی ان کے پاس بیٹھ کر چین پا جاتے ہو، ہمارا نام لینے والا تو چین پاتا ہے مگر اس کے پاس جو بیٹھ جاتا ہے اس کو بھی چین ملتا ہے، یہ ہے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ، اللہ والوں کے پاس جا کر بیٹھو تو سہی، ان شاء اللہ تعالیٰ لومڑی بھی شیر ہو جائے گی، گناہوں سے بچنے کی ہمت بھی پا جاؤ گے مگر ارادۂ حق کے ساتھ جاؤ، يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ[۱۴] کے ساتھ جاؤ، اللہ کا ارادہ کر کے جاؤ کہ ہم اللہ والے کے پاس اس لیے جا رہے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ مل جائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ صحابہ کو جتنا فیض ہوا اس کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے میری ذات کو اپنی مراد بنایا تھا، اس لیے میرے نبی کے فیض سے مالا مال ہو کر صحابہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ جب میرے بندے میرے مقبول اور اولیاء کی صحبت میں جائیں گے تو ان کا علم الیقین عین الیقین سے تبدیل ہو جائے گا کیوں کہ جب آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے تو پھر ضرور اس کو حاصل کرتا ہے، للچا جاتا ہے کہ آہ! یہ اللہ والے کتنے چین سے ہیں۔ تو علم الیقین اور عین الیقین کے بعد حق الیقین کا درجہ خود بخود مل جاتا ہے۔

سکونِ دل کی تباہی کا سبب

بد نظری کو شریعت نے اس لیے حرام کر دیا کہ کہیں شیطان تم کو بہکا نہ دے کہ کیسی پیاری شکل ہے، اسے فوراً دیکھ لو، پتا نہیں مولیٰ ملے نہ ملے لیکن لیلیٰ تو نقد ہے، حالاں کہ یہ بات نہیں ہے، جس نے مولیٰ کا راستہ چھوڑا اس کے قلب پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ جس وقت گناہ کا زیرو پوائنٹ یعنی نقطۂ آغاز ہوتا ہے، جس وقت بندہ اپنی حیات کو نافرمانی میں مشغول کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہوتا ہے کہ آج یہ کسی حسین کی تلاش میں جا رہا ہے چناں چہ اِدھر اس کا گناہ کرنے کا ارادہ ہوا اُدھر دل میں بربادی و تباہی اور مَعِيْشَةً ضَنْكًا کا ظہور ہوا۔

اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

۱۴؎ الانعام:۵۲

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا[۱۵]

جو اللہ کی ناراضگی والا راستہ اختیار کرے گا اس کی زندگی تلخ کردی جائے گی۔ جبکہ اللہ کے راستے کا غم یعنی نظر بچانے کا جو غم ہے اور لیلاؤں سے اپنی جان بچانے کا جو غم ہے اس میں لذتِ قربِ مولیٰ بھی شامل ہے کیوں کہ جس کے لیے آدمی کام کرتا ہے، اس کی عنایت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جو بندہ اللہ کی خاطر غم اٹھاتا ہے اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آتا ہے۔ عام دنیادار لوگ سمجھتے ہیں کہ مولوی لوگ بڑی حسرت میں ہیں، انہیں تو کوئی مزہ ہی حاصل نہیں، یہ تو دنیا میں بے کار پیدا ہوئے، مولوی لوگ دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کش ہیں، بڑے گھاٹے میں اور ٹوٹے میں اور خسارے میں ہیں، اس پر میرا شعر سنیے ؂

غارتِ گر حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں غم تیرا جانِ حیات ہے

گناہوں میں ملوث رکھنے کے لیے شیطان کا ایک حربہ

اللہ تعالیٰ کی محبت کو، گناہوں سے بچنے کے غم تقویٰ کو لوگ سمجھتے ہیں کہ ان پر تو ملّائیت سوار ہے، یہ بالکل ہی تباہ و برباد قوم ہے، ہر مزے سے اپنے کو بچائے ہوئے ہے، ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ ظالم و بدھو اور بے وقوف انسان ہیں جیسے ایک جاہل بکری چرانے والا اکبر بادشاہ کا مہمان ہوا۔

ایک مرتبہ اکبر بادشاہ شکار کے دوران اپنے درباریوں اور سپاہیوں سے بچھڑ گیا، ایک دیہاتی نے اس کی مہمان نوازی کی، رخصت ہوتے وقت بادشاہ نے اسے اپنے محل آنے کی دعوت دی۔ کچھ عرصے بعد وہ بادشاہ کے محل میں پہنچ گیا اور کہا کہ میں نے جنگل میں آپ کو دودھ پلایا تھا اور آپ نے اپنی مہمان نوازی کا وعدہ کیا تھا اور یہ آپ کا دستخطی کارڈ میرے پاس ہے تو اکبر بادشاہ نے اس کے لیے فوراً فیرنی پکوائی، باسمتی چاول پسوائے، خالص دودھ میں پکایا اور کھویا وغیرہ ڈال کر چاندی کا ورق لگایا، چاول سفید، دودھ سفید، دو سفید جمع ہوگئے اور چاندی

[۱۵] طٰہٰ:۱۲۴

کا ورق لگا کر تیسری سفیدی بھی آگئی۔ اب جب اس دیہاتی نے اسے دیکھا تو چکھنے سے پہلے ہی گالیاں دینا شروع کردیں کہ کمبخت، بیہودہ، بے وقوف، بے وفا، غدار مجھ کو بلغم کھلا رہا ہے، اس کی شکل تو بلغم کی طرح ہے۔

تو جن ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں چکھا، جن محروم جانوں نے اللہ کی راہ کے غم کو نہیں اُٹھایا وہ لوگ اس مزہ کو کیا جانیں۔ اس لیے کہتا ہوں کہ جو صاحبِ تقویٰ ہیں، صاحبِ مولیٰ ہیں ان کے پاس رہ کر دیکھو ان شاء اللہ پھر آپ کا علم الیقین عین الیقین سے بدل جائے گا اور پھر حق الیقین بھی پا جاؤ گے۔

قلبِ شکستہ کی تعمیر نو کے اجزاء

آپ نے نظر بچا کر اپنے دل کو ویران کیا، عَيْنًا، قَلْبًا اور قَالِبًا حسینوں سے دوری اختیار کی، آنکھ بچائی، دل بچایا، جسم سے بھی قریب نہیں رہے تو کیا ملے گا؟ اللہ کے دستِ مبارک سے آپ کے قلبِ شکستہ کی حلاوتِ ایمانی کے میٹیریل سے تعمیر ہوگی۔ آپ میٹیریل بھی تو دیکھیں! یہ سب سے قیمتی میٹیریل ہے، اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی کے میٹیریل سے اپنے عاشقوں کے شکستہ اور ویران قلب کی تعمیر فرماتے ہیں۔ دنیا کی حکومت بھی یہی کرتی ہے، اگر دنیا میں کہیں زلزلہ آجائے، مکانات میں دراڑیں پڑ جائیں، شیشے کھڑکیاں ٹوٹ جائیں تو حکومت اعلان کرتی ہے کہ جہاں زلزلہ آیا ہے وہ علاقہ آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے اور حکومت ان کے مکانات کی تعمیر ان کے دیواروں کی، دراڑوں کی تعمیر شاہی خزانے سے کرے گی، شیشے اور کھڑکیوں کی ٹوٹ پھوٹ کا تدارک کرے گی، تلافی کرے گی، نئی دیوار اور جدید شیشہ لگائے گی اور ایک بات اور کرے گی کہ اس سال ان کے تمام ٹیکس کو بھی معاف کردے گی۔

جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے قلب کی بری خواہشات کو ترک کرتا ہے اور حسینوں سے نظر بچا کر دل پر غم اٹھاتا ہے اس کے ٹوٹے ہوئے دل کی دیواروں کے شگافوں اور دراڑوں کو، دل کی کھڑکیوں اور شیشوں کے ٹوٹے ہوئے تمام تعمیری اجزاء کو اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی کے میٹیریل سے تعمیر کرتے ہیں اور اس قلب کو اپنی تجلی خاص عطا کرتے ہیں اور اپنی ولایت کے لیے قبول فرماتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے

نہ میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے

جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

اس مثال سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جب دنیا کی حکومت زلزلہ سے آفت رسیدہ عمارتوں کی تعمیر کرتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہیں وہ اپنی سلطنت کے خزانوں سے اپنے بندوں کے شکستہ دلوں کی تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ اس جغرافیے پر میرا ایک شعر ہے جس کے بارے میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کیا غضب کا اردو شعر ہے، میں تو سمجھتا تھا کہ تمہارے فارسی کے اشعار ہی اچھے ہوتے ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ تمہاری اُردو شاعری بھی اچھی ہے۔ وہ شعر ہے ؎

تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں

مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

نہ ہم اپنے دلوں کی بری خواہشوں کو توڑتے، نہ ہمارا دل شکستہ ہوتا، نہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے ہم کو تعمیر نصیب ہوتی، نہ حلاوتِ ایمان کے میٹیریل سے ہمارے قلب کو حیات در حیات عطا ہوتی ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو لوگ اللہ کی تلوار کے سامنے ہر وقت سر تسلیم خم رکھتے ہیں ان کی حیات پر ہر وقت بے شمار حیات برستی ہے اور ان کو عالمِ غیب سے ہر وقت نئی نئی جانیں عطا ہوتی ہیں۔

آیت اَلَا بِذِکۡرِ اللہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ کی عالمانہ شرح

یہ تصورات کی دنیا نہیں ہے، یہ حقائق کی دنیا ہے، اگر قرآنِ پاک کو تصورات کی دنیا سمجھتے ہو تو اپنے ایمان کی خیر مناؤ، اَلَا بِذِکۡرِ اللہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[۱۶] یہ اللہ کا فرمان ہے، یہ خیالی پلاؤ نہیں ہے، یہ تصوراتی دنیا نہیں ہے کہ تصور کرلو کہ یہ ہو گیا، یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

۱۶؎ الرعد:۲۸

میری ہی یاد سے تمہارے دلوں کو چین ملے گا اور بِذِکۡرِ اللہِ کی تقدیم حصر کے معنیٰ پیدا کرتی ہے لہٰذا اگر کوئی یہ ترجمہ کردے کہ اللہ کے ذکر سے چین ملتا ہے تو اس کا ترجمہ غلط ہو گا، اسے یہ ترجمہ کرنا پڑے گا کہ صرف اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے، کیوں کہ عربی کا قاعدہ مسلمہ ہے اَلتَّقۡدِیۡمُ مَا حَقُّہُ التَّاخِیۡرُ یُفِیۡدُ الۡحَصۡرَ اصل میں عبارت یہ تھی، تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ بِذِکۡرِ اللہِ لیکن اللہ تعالیٰ نے بِذِکۡرِ اللہِ کو مقدم فرما کر اہلِ علم کو بتا دیا کہ صرف اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملے گا۔ افسوس ہے کہ لوگ آج دیندار، اللہ والوں اور ملّاؤں کو بے وقوف اور حمقاء سمجھتے ہیں کہ یہ خسارے میں ہیں حالاں کہ اللہ کو ناراض کرکے تم خسارے میں ہو، جس کے پاس مولیٰ نہیں ہے اس سے بڑا کنگال اور مفلس دنیا میں کوئی نہیں ہے اور جو اپنے دل میں خدا رکھتا ہے اس سے بڑا سلطانِ زماں بھی کوئی نہیں ہے۔

حیاتِ اولیاء پر نزولِ سکینہ

بڑے بڑے عالموں، بڑے بڑے حج و عمرہ کرنے والوں کے پاس بیٹھو اور کچھ دن ان کے پاس بھی بیٹھو جو ایک لمحہ بھی اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرتے، ایک سانس بھی اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کرتے، ہر وقت دل پر غم اٹھاتے ہیں، مجال نہیں ہے کہ ان مردہ لاشوں کو دیکھیں، ان کے سامنے ہر وقت اللہ رہتا ہے، وہ ان مردہ لاشوں کو لاشے دیکھتا ہے اور اگر ان کے فرسٹ فلور پر اچانک نظر پڑ گئی تو چوں کہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے گراؤنڈ فلور میں کیا کیا گندگیاں بھری ہوئی ہیں اس لیے ان کے فرسٹ فلور کی طرف نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ ایسے قلبِ شکستہ میں، حسرت خوردہ، حسرت زدہ اور غم کے مارے دلوں پر اس قدر مسرت اور خوشیاں برساتا ہے، ان کی حیات پر بے شمار حیات برساتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دوسرے لوگ حیات پاتے ہیں، ان کے پاس بیٹھ کر ساری دنیا کے ڈپریشن اور ٹینشن والوں کو سکون ملتا ہے۔

تخلیقِ انسانیت کا اصل مقصد

کیا آپ نے صحابہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے کس طرح اتباعِ شریعت و سنت میں زندگی گزاری۔ اگر دنیا ہمیں آج کہتی ہے کہ یہ سب ملّا بے وقوف ہیں، سینما نہیں دیکھتے، وی سی

آر نہیں دیکھتے تو یہ پیدا کس لیے ہوئے ہیں؟ ظالمو! ہم مولیٰ کے لیے پیدا ہوئے ہیں، ہمیں اللہ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[۱۷] اللہ نے ہمیں وی سی آر، سینما اور مرنے والوں کا نمک چکھنے کے لیے یعنی جس نمک کو خدا نے حرام فرمایا اس کی نمک حرامی کے لیے پیدا نہیں کیا، ہم نمک حلالی پر فدا ہیں، ہم اللہ کا نمک کھائیں گے اور اللہ کی مرضی پر جینا اور مرنا قبول کریں گے۔

منافقین کا صحابہ کو طعنہ

منافقین نے صحابہ کے لیے بھی یہی کہا تھا قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ[۱۸] کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ آج کل کے دنیا داروں کا اللہ والوں کو یہ طعنہ دینا کوئی نیا ایڈیشن نہیں ہے، یہ ان کی کتاب کا نیا ایڈیشن نہیں ہے، عہدِ رسالت میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی منافقین یہی کہتے تھے کہ کیا ہم صحابہ جیسی بے وقوفی کرلیں؟ اَنُؤْمِنُ کیا ہم ایمان لائیں کَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ، سُفَهَآءُ جمع ہے سَفِیْهٌ کی، اور سَفِیْهٌ سَفَاهَةٌ سے بنا ہے، وَ الْمُرَادُ بِالسَّفَاهَةِ خِفَّةُ الْعَقْلِ وَ الْجَهْلُ بِالْاُمُوْرِ، یہ تفسیر روح المعانی کی عبارت پیش کررہا ہوں کہ سَفَاهَةٌ کے معنی ہیں خِفَّةُ الْعَقْلِ، عقل کا ہلکا ہونا وَ الْجَهْلُ بِالْاُمُوْرِ اور حقائق امور سے جاہل ہونا۔[۱۹]

منافقین کے طعنہ پر اللہ تعالیٰ کا جواب

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ اے دنیا والو! خوب غور سے سن لو! اصلی بے وقوف یہی ہیں جو ہمارے متقی اور پیاروں کو برا کہتے ہیں، جو اپنے دل میں مولیٰ لیے ہوئے ہیں، قلب میں میرا نور لیے ہوئے ہیں، یَمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ سارے عالم میں جہاں جاتے ہیں میرا نور ان کے قلب میں موجود ہوتا ہے، کبھی ان سے جدا نہیں ہوتا، وہ کبھی ہم

---

۱۷ الذٰریٰت:۵۶

۱۸ البقرة:۱۳

۱۹ روح المعانی:۱/۱۵۶، البقرة (۱۳)، بیروت

سے جدا نہیں ہوتے۔ آہ! اس جملے کی قدر کرو کہ میرے عاشقین کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتے اور ہم بھی کبھی ان سے جدا نہیں ہوتے۔ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ[۲۰] کا ترجمہ دیکھو۔ اللہ والے سارے عالم انسانیت میں جرمن میں، جاپان میں جہاں بھی جائیں گے اللہ کا نور اپنے دل میں لیے ہوئے ہوں گے اور خواجہ صاحب کا یہ شعر پڑھتے رہیں گے۔

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

اللہ والوں کی گلی ایک لیلیٰ کی گلی نہیں ہوتی، ان کا کوچۂ جاناں صرف نجد نہیں ہے، ان کے لیے سارا عالم نجد ہے بلکہ رشکِ نجد ہے، رشکِ وجد ہے۔

آیت اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ کی عجیب علمی شرح

تو میں یہ عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس بلاغت سے فرمایا اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ حالاں کہ اِنَّهُمُ السُّفَهَآءُ کی عبارت بھی صحیح تھی کہ یہ سب کے سب بے وقوف ہیں مگر درمیان میں ایک هُمْ اور داخل کیا، پہلے دو مبتدا بنائے پھر خبر نازل کی تاکہ یہ خبر دو مبتداؤں کا سہارا لے اور ہم جو ان منافقین کو بے وقوف کہہ رہے ہیں تو ہماری یہ خبر مضبوط ہو۔ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ خازن میں لکھا ہے کہ اس آیت میں ایک هُمْ بھی کافی تھا لیکن اللہ تعالیٰ اَلَاۤ اِنَّهُمْ کے بعد دوسرا هُمْ یعنی هُمُ السُّفَهَآءُ لائے پھر مبتدا لائے تاکہ اس خبر کو دو مبتدا مل جائیں، دو مسند الیہ سے یہ خبر مضبوط ہو جائے کہ اصلی بے وقوف یہی لوگ ہیں وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ لیکن یہ اپنی سفاہت یعنی بے وقوفی سے بے علم اور بے خبر ہیں۔[۲۱]

صحابہ کی توہین کرنے والوں کی جہالت پر استدلال

یہاں پر ایک علمی بات عرض کردوں کہ جو لوگ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو

۲۰؎ الانعام: ۱۲۲

۲۱؎ التفسیر النسفی: ۲۲/۱، البقرۃ (۱۳)، دار النفائس، بیروت

برا کہتے ہیں ان کو عالم اور مولانا لکھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس طرح قرآنِ کریم کی مخالفت ہو جائے گی۔ یاد رکھو! جو شخص صحابہ پر قلم اٹھائے یا زبان سے گستاخی کرے تو سمجھ لو کہ یہ سَفِیۡہٌ یعنی بے وقوف ہے، اور اللہ نے جس کو سَفِیۡہٌ یعنی بے وقوف فرمایا ہے اس کو اپنی بے وقوفی سے بے علم بھی فرمایا ہے، وَلٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ وہ بے علم ہیں، تو جس کو خدا بے علم کہہ دے اس کو تم کیوں مولانا لکھتے ہو؟ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں وَلٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ کی تفسیر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بے وقوف ہیں مگر ان کو اپنی بے وقوفی کا علم نہیں ہے۔

جہالت کی اقسام

جہل کی دو قسمیں ہیں: ایک جہل بسیط، ایک جہل مرکب۔ جہل بسیط وہ جہالت ہے جس میں جاہل کو اپنے جہل کا علم ہو کہ میں جاہل ہوں، اَن پڑھ ہوں، اس کا جہل جہل بسیط ہے، لیکن جب کوئی جاہل اپنے کو عالم بھی سمجھے اور اپنی جہالت کا اسے علم نہ ہو تو اہل فن کا اجماع ہے کہ ایسا جہل، جہل مرکب کہلاتا ہے۔ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منافقین کو اپنی سفاہت اور بے وقوفی کا علم نہیں ہے، ان کی سفاہت بسیط نہیں ہے، یہ ان کا جہل مرکب ہے، یہ ایسے پرلے درجے کے بے وقوف ہیں کہ ان کو اپنی بے وقوفی کا علم بھی نہیں ہے۔ بتاؤ! جہل بسیط اور جہل مرکب اصطلاحی الفاظ ہیں یا نہیں؟

آخرت کا انجام متقیوں کے ہاتھ میں ہے

اختر تصوف کو علم کے کیپسول میں پیش کر رہا ہے۔ لہٰذا اے اللہ والو! اللہ والے بننے والو! اللہ والا بننے کا شوق رکھنے والو! اور اللہ والا بننے کا ارادہ کرنے والو! کبھی دنیا سے مت ڈرو کہ دنیا کیا کہے گی۔

جان دے دی میں نے اُن کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

کیوں کہ اللہ پاک فرماتے ہیں وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ[۲۲] اے ہمارے خاص بندو! انجام سے مت ڈرو کیوں کہ میں نے انجام متقیوں کے ہاتھ میں دے دیا ہے، آخرت تمہارے لیے خاص ہے، انجام اہلِ تقویٰ کے لیے خاص ہے، یہ خوش انجام ہیں۔ لیلاؤں کے چکر میں پھرنے والے بدنام بھی ہیں اور بدانجام بھی ہیں اور مولیٰ کی طرف پھرنے والے خوش نام بھی ہیں اور خوش انجام بھی ہیں۔ آہ! کیا آپ کو یقین نہیں آتا کہ یہ الفاظ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو رہے ہیں، میں کوئی رٹی رٹائی تقریر نہیں کر رہا ہوں، دنیاوی ٹیڈیوں کے چکر میں، وی سی آر، کالی گوریوں کے چکر میں پھرنے والے بدنامِ زمانہ بھی ہیں اور بدنامی کے ساتھ ساتھ بدانجام بھی ہیں، ان کا انجام اچھا نہیں ہے، ان کی زندگی اللہ کے غضب اور قہر کے سائے میں ہے۔ اور جو مولیٰ پر مر رہے ہیں یہ خوش نام بھی ہیں اور خوش انجام بھی ہیں، ان کی دنیا میں بھی عزت ہوتی ہے، جدھر سے گزر جاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت دعا کرنا۔ اور ٹیڈیوں کے چکر میں پڑنے والوں سے دعا کراتے ہو؟ ان کو حضرت کہتے ہو؟ حاجی صاحب کہتے ہو؟ ان کو کہتے ہو کہ پاجی صاحب! ہم تم سے دعا نہیں کرائیں گے۔

عاشقِ مولیٰ اور فاسقِ لیلیٰ کی منفرد تمثیل

بتاؤ! اگر آج حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا خیمہ ڈربن میں لگ جائے، اللہ ان کو چوبیس گھنٹے کے لیے دنیا میں بھیج دے تو ان سے کتنے لوگ ملیں گے کہ آج اللہ نے دنیا میں سلطنتِ بلخ چھوڑنے والے کو بھیج دیا ہے، جلدی چلو، ایک نظر دیکھ ہی لو کہ تارکِ سلطنت کیسے ہوتے ہیں۔ عاشقِ سلطنت تو آپ دنیا میں بہت پاؤ گے لیکن تارکِ سلطنت نہیں پاؤ گے، جو اللہ کی محبت میں اس مقام پر پہنچے ہیں۔ لیکن اگر ایک خبر لگ جائے کہ ٹیڈیوں کے چکر میں یا کسی لونڈے کے چکر میں ایک پاگل آیا ہوا ہے، اس کا خیمہ بھی لگا ہوا ہے اور بورڈ بھی لگا ہے کہ یہ ایک عورت کے عشق میں پاگل ہو گیا ہے تو آپ اس کو دیکھنے جاؤ گے؟ اس سے دعا کراؤ گے؟ بولو! کتنا فرق ہے عاشقِ مولیٰ میں اور عاشقِ لیلیٰ میں!

۲۲؎ الاعراف:۱۲۸

گناہوں پر تلخیٔ حیات کی وعید

دوستو! مجاز اور حقیقت کا فرق نہ پوچھو، مجاز کا نقطۂ آغاز عذابِ الٰہی سے ممزوج ہے یعنی ملا ہوا ہے۔ کیا آپ کو یہ آیت یاد نہیں:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا [۲۳]

جو میری نافرمانی کرے گا، مجھ سے رخ پھیرے گا، اپنے قلب کا قبلہ بدلے گا اور مرنے والوں کو اپنا قبلہ بنائے گا تو میرا عذاب ان کے ساتھ ہو گا، ان کو کبھی چین نصیب نہ ہو گا، فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا جملۂ اسمیہ ہے، اس میں فاتعقیبیہ ہے۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

بس مولیٰ پر مرنا سیکھو، واللہ کہتا ہوں کوئی لیلیٰ کام نہ آئے گی، اگر کوئی انتہائی رومانٹک مزاج ہے، آسانی سے معشوقوں کو حاصل کرلیتا ہے، رات دن بہت مزے لے رہا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اگر گردے فیل ہو جائیں اور وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو جائے جہاں اس کا سارا خون نکال کر فلٹر کیا جارہا ہے اور وہ سوکھتا چلا جارہا ہے، تو اس کی عیادت کے لیے کوئی معشوق یا معشوقہ آئے گی؟ جب وہ دیکھے گی کہ اب اس کے پاس پیسہ بھی نہیں ہے اور حسن و جمال بھی نہیں ہے، السر بھی ہو گیا ہے، ڈاکٹروں نے شوربا پینے سے بھی منع کر دیا اور شوربا بھی نہیں ہے تو وہ معشوقہ آہ آہ کرکے بھاگ جائے گی بلکہ دو سینڈل بھی مارے گی اور کہے گی کہ جاؤ ہمارا تم سے کوئی رشتہ نہیں، تم نے مولیٰ سے رشتہ توڑا تھا ہم تمہارے کیسے ہوسکتے ہیں، جب تم اللہ کے نہیں ہو تو ہمارے کیسے ہوسکتے ہو۔ ایک شخص اپنے باپ کا نافرمان تھا، اس نے کسی سے دوستی کرنی چاہی تو اس نے کہا کہ ہم تم سے دوستی نہیں کریں گے، جب تم اپنے باپ کے نہ ہوئے تو ہمارے کیسے ہوسکتے ہو؟ تو وہ معشوقہ بھی یہی کہے گی کہ جب تم اپنے ربّا کے نہیں ہوئے تو میرے کیسے ہوسکتے ہو؟

میں کچھ اور مضمون عرض کرنا چاہ رہا تھا مگر وہاں سے کچھ اور آرڈر آگیا، لائن بدل

۲۳؎ طٰہٰ:۱۲۴

گئی، میں تقریر خود سے نہیں کرتا، مجھے اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتا ہے کہ آج یہ بیان کرو، میں نے کسی اور تقریر کے مضمون کا سارا ارادہ کر لیا تھا مگر اس سارے مضمون کا نقشہ بدل گیا، اس لیے میں اپنے کو یہی سمجھتا ہوں۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

میری گردن میں میرے دوست کی رسی ہے، وہ جہاں چاہے مجھے لے جائے۔ میری زبان بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے لیلاؤں کے چکر میں کبھی بے مولیٰ نہ کرے۔

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، مولیٰ کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں جان کی بازی لگانے کی توفیق دے، اور اپنی تمام بری خوشیوں کو تباہ کر کے قلب کو ویران کرنے کی توفیق دے تاکہ ہمارا دل اللہ کے قرب و نسبت اور ولایت کا خزانہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائے، اللہ تعالیٰ توفیق تقویٰ اور اپنا نام لینے کی توفیق دے اور اپنے عاشقوں کی دنیا میں ہمیں داخلہ دے اور اپنے عاشقوں کی صف میں شامل فرمائے اور اپنے عاشقوں جیسا ایمان و اعمال ہم سب کو نصیب فرمائے، مرنے سے پہلے پہلے ہمارے انجن کی لائن بدل دے، بدنام اور بدانجام طبقہ سے اللہ ہم کو نکال کر خوش نام اور خوش انجام طبقہ میں شامل فرمائے کیوں کہ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ عاقبت اور انجام متقیوں کے ہاتھ میں ہے، اے اللہ! بس ہمیں نواز دے، اس مسافر کی دعا کو قبول فرمالے۔

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے ربِ کریم
سب پہ بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

اے اللہ! اختر تو بلاتا ہے مگر اس کا نفس خود اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، اگر آپ کی حفاظت نصیب نہ ہو تو مقرر کا بھی پتا نہیں کہ کہاں سے کہاں چلا جائے گا۔ اس لیے اے خدا! آپ ہم سب کو اپنے جذب سے اپنا بنا لیجیے اور مجھ مسافر کی دعا کو قبول فرما لیجیے، آپ خبیر ہیں، امین ہیں کہ میری دعوت آپ کے بندوں کو مولیٰ والا بنانے کے لیے ہے کسی دنیا کی لالچ سے نہیں ہے، میں اپنے دردِ دل سے مجبور ہوں۔

کہاں تک ضبطِ غم ہو دوستو راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

میں دعا کررہا ہوں کہ اللہ مجھ کو اپنے عاشق اور اپنی محبت سے جلے بھنے دل والے کچھ ایسے بندے دے دے جو میرے ساتھ سارے عالم میں پھریں اور میں ان کے ساتھ سارے عالم میں پھروں اور سارے عالم میں اے اللہ! تیری دوستی کی دعوت دوں کہ اللہ والے بن جاؤ اور اللہ کو ناراض کرنا چھوڑ دو۔ بس یہی میری تمنا ہے، خدا اختر کو، میری اولاد کو اور ہم سب کو ایک سانس بھی اپنی ناراضگی میں نہ گزارنے دے، ہمیں ایسا ایمان اور تقویٰ دے دے کہ ہم ہر سانس آپ پر فدا کردیں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں۔ بس پھر دیکھو زندگی کیسی پُر بہار ہوتی ہے۔

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
جب خدا پر نثار ہوتی ہے

یہ آخری شعر اچانک یاد آگیا، جیسے بارش ختم ہونے کے بعد بھی دو چار قطرے برس جاتے ہیں تو یہ آخری شعر بھی بارش کے ان ہی قطروں کی طرح ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ
وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ ﷻ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ و رسول کا نافرمان ۲)...آنکھوں کا زناکار ۳)...ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

اللہ تعالیٰ جن بندوں سے اپنے دین کا کام لینا چاہتے ہیں ان کے قلوب کو دنیا بھر سے منتخب فرماتے ہیں، ان میں اپنے نور اور تجلیات کا ایسا ظہور فرماتے ہیں کہ جو ان کو دیکھتا ہے اسے خدا یاد آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب اور نسبت کا یہ نور حاصل کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنی ناجائز خواہشات کا، ناجائز تمناؤں کا، ناجائز آرزوؤں کا خون کرے، اپنے نفس کا تزکیہ اور اخلاق کی اصلاح کروائے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''قلوب اولیاء اور نورِ خدا'' میں قرآن و حدیث سے مدلل ان اعمال کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ کا نور حاصل کرنے کا سبب ہیں۔ اولیاء اللہ کے قلوب کو اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہونے کے بعد جو کیف و سرور حاصل ہوتا ہے حضرت اقدس نے اس وعظ میں جابجا اس کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

AW-122